۱۵۸۰

از
رئیس المفسرین حضرت
مولوی نثار احمد
صاحب مجتہد
مفتی اعظم آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ عقاید

سوال

علما دین و مقتدیان شریعت مبین مندرجہ ذیل سوالات پر کیا ارشاد فرماتے ہیں

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا یا نہیں ؟

(۲) غیر اللہ کو منادی بنانا جائز ہے یا نہیں ؟

(۳) جو شخص " یا رسول اللہ " کہنے کو ناجائز کہے اس کے لئے کیا حکم ہے ؟

(۴) غیر خدا سے مدد مانگنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۵) جو شخص غیر خدا سے مدد مانگنے کو حرام اور شرک کہے اور غیر خدا کی طرف افعال کی نسبت مجازاً بھی ناجائز قرار دے۔ اسکے لئے کیا حکم ہے ؟

(۶) مولود شریف جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف فضائل بیان کئے

جائیں اور بوقت ذکر ولادت کھڑے ہوں۔ جائز ہے یا نہیں؟

جو شخص ایسے مولود شریف کو شرک و حرام کہے اور کسی بری بات سے تشبیہ دے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنکر انگوٹھوں کو ہونٹوں سے چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز ہے یا نہیں؟

اور جو اس کو شرک و حرام کہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

بیان کرو اجر پاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے؟

جواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جوابات عرض کرنے سے پہلے ان قواعد کا بیان کرنا مناسب ہے جن سے شرائع اسلام (مسئلے) مرتب ہوتے ہیں ان قواعد کو سمجھ کر ہر مسلمان یہ معلوم کر سکتا ہے کہ فلاں امر کی اجازت ہے یا ممانعت۔ اباحت ہے یا کراہت۔

شریعت میں جس کو جائز کہتے ہیں اس کی چند قسمیں ہیں:۔

(۱) فرض۔ (۲) واجب۔ (۳) سنت۔ (۴) مستحب۔ (۵) مباح۔

جائز کے مقابلہ میں ممنوع ہے جس کو حرام کہتے ہیں۔

علماء نے اس کی بھی کئی قسمیں بتائی ہیں:۔

(۱) حرام۔ (۲) مکروہ تحریمی۔ (۳) مکروہ تنزیہی

ان میں سے ہر امر دریافت کرنے یا استنباط کرنیکے حسب ذیل طریقے ہیں

فرض:۔ صرف دلیل قطعی سے معلوم ہوتا ہے۔

واجب:۔ کے لئے دلیل ظنی بھی کافی ہے۔

سنت:۔ چند شکلوں سے دریافت ہوتی ہے:۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل سے (۲) صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے قول و فعل سے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سکوت سے جو کسی طریقہ پر ہو۔

مستحب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے فعل سے جس کا کبھی ترک کرنا بھی ثابت ہو۔

مباح:۔ کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ اس کی حرمت ثابت نہ ہو چاہے ذکر ہو یا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی حکم اس کیلئے نہ ہو۔

چونکہ خود قرآن شریف کی آیات سے ہی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر وہ

چیز جس کی ممانعت مذکور نہ ہو مباح ہے۔ اسی وجہ سے تمام علماء مجتہدین متفق ہو گئے ہیں کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ہر امر مسکوت عنہ جس کی نہ حدت ثابت ہوتی ہو نہ ممانعت یقیناً وہ امر مباح ہے مباح کہنے والوں کو مباح ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

بار ثبوت مکروہ یا حرام کہنے والوں کے ذمہ ہے جیسے فرض یا واجب یا سنت یا مستحب کیلئے ثبوت ضروری ہے۔

آٹھویں پارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ الخ۔ یعنی کون ہے حرام کرنیوالا اچھی چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائیں اچھے کپڑے ہوں یا عمدہ کھانے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بغیر کسی دلیل شرعی کے کسی چیز کو حرام یا مکروہ بتانا اور مباح ہونیکے دلائل طلب کرنا آیۃ مذکور کے خلاف ہے اور شریعت میں خود رائی ہوگی۔

یہ تمام مضمون اصول فقہ۔ فتوےٰ اور رد المحتار سے نقل کیا گیا ہے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ مباح بہ نیت خیر یا کسی طریقہ مسنونہ کی موافقت سے مستحب ہو جاتا ہے۔ اور خلاف مستحب کو مکروہ نہیں کہنا چاہیئے۔

علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں۔ علامہ ابن عابدین شامی میں تحریر فرماتے ہیں

کون ترک المستحب راجعاً الی خلاف الاولی لا یلزم منہ ان یکون مکروھا الا بنھی خاص لان الکراھۃ حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل الخ جسکا مفہوم مطلب یہی ہے جو اوپر کہا گیا کہ خلاف مستحب کو بھی مکروہ نہیں کہہ سکتے جبتک کہ دلیل شرعی نہ ہو جو لوگ بلا دلیل شرعی کے کسی امر کو بدعت سیئہ یا حرام و شرک کہدیتے ہیں وہ اللہ پر افترا کرتے ہیں جس کیلئے سخت وعید ہے

بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ ہم نے احتیاطاً حرام اور شرک کہدیا کہ لوگ چھوڑ دیں ان کو شامی کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیئے

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالی باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی قول بالاباحۃ التی ھی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع انہ ھو المشرع فی التحریم ... الخمر حتی نزل علیہ النص القطعی الخ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیل شرعی نہ ہو حرام یا مکروہ کہدیا جائے۔ یہ افترا ہے بلکہ احتیاط

اسی میں ہے کہ مباح کہا جائے جو اصل اشیاء میں ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ آپ شارع ہیں مگر آپ نے بھی شراب جیسی نجس کو جو تمام خباثتوں کی جڑ ہے حرام کرنے میں توقف فرمایا۔ یہانتک کہ حکم خدا ہی کا آیا۔ پھر تعجب ہے کہ آج کل وہ لوگ جن کا علم معمولی۔ زہد و تقوی غیر یقینی کسی امر کو حرام بدعت سیئہ شرک کہدیں۔

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ یہ تمہید غور سے پڑھیں۔ اور پورے طور سے ذہن نشین کرلیں جب کوئی صاحب کسی امر کو ناجائز یا بدعت سیئہ یا مکروہ تحریمی یا شرک کہدیں۔ اس کے ساتھ دلیل خاص ذکر فرماویں تو مقبول ہو ورنہ ان کا قول مردود۔

مشکوٰۃ شریف میں دارقطنی سے مروی ہے (ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودًا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا) یعنی اللہ جل جلالہ نے جو کچھ فرائض فرمائے ان کو ضائع مت کرو۔ اور جو کچھ حرام فرمایا اس میں نہ گھسو۔ اور جن کی حدود معین فرمائیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جن اشیاء سے سکوت فرمایا

غیر نبیوں کے اس سے بحث نہ کرو۔ حضور معاف ہیں۔ اب اس تمہید کے بعد جوابات شروع ہوتے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنیوالے دو آیات (۱) بعض نہیں پیش کرتے ہیں:۔ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ۔ ترجمہ فرمایا ہے کہ آسمان و زمین والے غیب کو نہیں جانتے سوائے اللہ کے۔ (۲) دوسری آیۃ کریمہ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا ھُوَ یعنی غیب بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یہ چند آیتیں بھی قرآن ہی میں ہیں جو نیچے لکھی جاتی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب رسولوں کو دیا گیا۔ جیسے۔ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں خوب جانتے ہیں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں

دوسری آیہ کریمہ (وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ) یعنی تم لوگوں کو اللہ مطلع نہیں فرماتا اپنے غیبوں پر بلکہ مطلع فرمانے کے لئے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کرلیتا ہے۔

تیسری آیۃ کریمہ (عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ الخ) اللہ اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ مگر اس رسول کو منتخب کرتا ہے جسے وہ چاہتا (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور بہت سی آیات ہیں۔ اب اگر پہلی دو آیتیں قابل عمل ہوں اور یہ آیات نہیں تو یہ دیوبندیوں کا طریقہ ہوگا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ) کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور بعض اس سے منکر ہیں۔ ان آیتوں میں ناسخ منسوخ بھی نہیں ہیں۔ لامحالہ کہنا پڑیگا کہ پہلے دو آیتوں میں نفی علم ذاتی کی ہے کہ بالذات اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور پچھلی آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بتانے سے رسولوں کو علم غیب ہے

اب اس طریقے سے تمام آیات پر عمل بھی ہو گیا اور دیوبندیوں کی متابعت بھی لازم نہ آئی بعض لوگ ... قرآن سے ثابت کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو یہ سوال کرتے ہیں کہ علم ما کان وما یکون کا ثابت نہیں۔ جب اجمالاً کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ

غیب جانتے تھے ماکان وما یکون کا عالم تو اللہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہو گے تو شرک لازم آئے گا۔ تعجب ہے کہ شرک کے معنے نہیں معلوم شرک تو جب ہو کہ دونوں کا علم یکساں ہو جبکہ اللہ کا علم ذاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ماکان و ما یکون عطائی۔ یعنی خدا کے دینے سے تو دونوں علم ایک نہ ہوئے شرک کیسے۔ نیز شرک بتانے والے کیا علم خدا کی مخصوصات ہیں۔ ماکان وما یکون ہیں جب ہے تو دونوں کے علم میں شرک بتایا گیا۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ اللہ کا علم محدود نہیں پھر یہ شرک کیسے؟

اگر احادیث صحیحہ وسعت علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ثابت کرتی ہوتیں تو ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی۔ بل چھوڑا وہ اگر مجمل علم کے مانع حدیث ترمذی شریف یعنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا اٹھائی گئی ہے میرے لیے میں دیکھتا ہوں ان اشیاء کو جو ہو چکی ہیں یا جو قیامت تک ہونے والی ہیں ایسے کہ جیسے کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ دوسری صحیح حدیث معراج والی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم دیئے گئے قرآن میں بھی ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ یعنی ایسی کتاب نازل کی ہم نے آپ پر جس میں بیان واضح ہر شئے کا ہے۔ دوسرا یہ کہ

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

یعنی اور سکھایا تمام اشیاء کو جن کو آپ نہ جانتے تھے۔ اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے اور یہی آیات ہیں جن سے مستنبط ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان وما یکون کا تھا۔ نہایت حیرت ہے کہ کسی دلیل شرعی سے ممانعت پیش نہیں کی جاتی۔ پھر قدرت والا قدر اشان و عزت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمائے تو کہنے کی جرأت کیسے ہوتی ہے کہ علم ماکان وما یکون نہ تھا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ بالکل صحیح حدیث ہے) کہ معلومات میں سے بعض معلومات کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے بعض کے اظہار کا۔ تو وہ مسائل جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر نہ فرمایا کہ میں جانتا ہوں انکو منہ نہیں لگانا نہیں چاہئے۔ جائز ہے کہ حضور نے کسی مصلحت پر بوجہ حکم کے چھپایا ہو۔

تو ایسے مسائل میں امت ساکت ہے

جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب دیا جانا قرآن سے ثابت ہے تو جو لوگ یہ اعتقاد رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا اس میں قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔ یہ اعتقاد نہایت خطرناک ہے۔ اللہ سب کو محفوظ رکھے ایسے

ثابت ہونے کی دلیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایک نابینا کو حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ میں آئندہ پیش ہوگی۔

دوسری وجہ شرک اور حرام کہنے کی یہ نئی ایجاد کی جاتی ہے کہ جس قدر آیتیں مشرکوں اور بت پرستوں کے بارے میں قرآن میں آئیں ان کو پڑھ کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو یہ غیر خدا کا بلانا حرام ہے شرک ہے۔ اولاً ان حضرات کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری و مسلم میں مروی ہے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ آخر زمانہ میں اہل الہواء مشرکین کے بارے میں جو آیات ہیں ان کو مسلمانوں کے لئے پڑھیں گے۔ نعوذ باللہ

ثانیاً انہیں حضرات کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ بت پرست اور مشرکین اپنے معبودوں کو عبادت کیلئے پکارتے ہیں تو مسلمانوں پر ان آیات کو کیسے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان غیر خدا کی عبادت کو کفر جانتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جہالت کا شیوع اور دعویٰ علم کا ہر شخص قرآن کا ترجمہ کرنے کو آمادہ ہے حالانکہ شان نزول بھی نہیں معلوم۔ اور نہ ناسخ و منسوخ کا علم۔ قواعد نحو و صرف سے بے خبر۔ اسی وجہ سے آئین کے جسقدر ترجمے چھپے ہوئے ہیں غلط ہیں۔ مسلمان کے پکارنے غیراللہ کو اس سے عبادت ہرگز مقصود نہیں۔ مشرکین

ثابت ہونے کی دلیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایک نابینا کو حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ میں آئندہ پیش ہو گی۔

دوسری وجہ شرک اور حرام کہنے کی یہ نئی ایجاد کی جاتی ہے کہ جس قدر آیتیں مشرکوں اور بت پرستوں کے بارے میں قرآن میں آئیں ان کو پڑھ کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو یہ غیر خدا کا بلانا حرام ہے شرک ہے۔ اولاً ان حضرات کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو بخاری و مسلم میں مروی ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ آخر زمانہ میں اہل الہوا مشرکین کے بارے میں جو آیات ہیں ان کو مسلمانوں کے لئے پڑھیں گے۔ نعوذ باللہ

ثانیاً انہیں حضرات کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ بت پرست اور مشرکین اپنے معبودوں کو عبادت کیلئے بلاتے ہیں تو مسلمانوں پر ان آیات کو کیسے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان غیرخدا کی عبادت کو کفر جانتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ جہالت کا شیوع اور دعوی علم کا ہر شخص قرآن کا ترجمہ کرنے کو آمادہ ہے حالانکہ شان نزول بھی نہیں معلوم۔ اور نہ ناسخ و منسوخ کا علم۔ قواعد نحو و صرف سے بے خبر۔ اسی وجہ سے قرآن کے جسقدر ترجمے چھپے ہوئے ہیں غلطیاں مسلمان جو غیراللہ کو پکارتے ہیں عبادت ہرگز مقصود نہیں مشرکین

اور بت پرست کے بارے میں جو آیات ہیں ان سے یہ ندا غیر اللہ حرام اور شرک کہنے والے بے علم اور کم فہم ہیں۔ کیونکہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک نابینا حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتا ہے کہ میرے لئے دعا فرمایئے میں بینا ہو جاؤں۔ جواب ملا صبر کرو تو آخرت میں رتبہ بلند ہو ورنہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو نفل پڑھو۔ اور بعد سلام کے یوں دعا کرو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ لِتَقْضٰى حَاجَتِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ اگر ندا غیر اللہ حرام ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرک وحرام کی تعلیم فرماتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ۔

حدیث مذکور کی دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ تجھ سے میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوں اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوں اپنے رب کی طرف تاکہ یہ حاجت پوری ہو۔

صیغہ معروف کا ترجمہ تاکہ آپ پوری فرما دیں میری حاجت کو اے

اللہ میرے بارے میں ان کی سفارش قبول فرما اپنے آپ کو منادی بنانے کی تعلیم ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ وہی استمداد و توسل جو غیر اللہ سے شرک و حرام بتایا جاوے۔ تمام دنیا کے زندہ آدمیوں سے یہانتک کہ کفار و مشرکین سے کرنا نہ صرف جائز ٹھہرایا ہے بلکہ شبانہ روز اسپر عمل در آمد ہے۔ اگر استمداد شرک ہے تو ہر غیر اللہ سے اس کی مخالفت ہونی چاہیئے نہ کہ صرف مُردوں سے شرک و حرام اور زندوں سے ضروری۔ کیونکہ یہ حضرات دوسری دلیل شرک اور حرام کہنے کیلئے یہ آیہ کریمہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بھی پڑھتے ہیں۔ ترجمہ ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں حصر ہے مدد مانگنے کا جو ہر غیر اللہ سے مدد مانگنا حصر کے منافی ہے۔

مسلمانوں میں اور ان غربیت سے یہ لوگ نا واقف ہیں۔ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر۔ اصل یہ ہے کہ حقیقتاً تمام افعال کی نسبت اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ کوئی ذرہ نہیں حرکت کر سکتا۔ اور نہ کوئی عامل عمل کر سکتا ہے۔ جبتک کہ مشیت مولیٰ جل جلالہ نہ ہو۔ یہی مضمون یہاں مفصل میں مسلمانوں کو بتایا گیا۔

والقدر خیرہ وشرہ کلہ من اللہ تعالیٰ الخ اور اسی معنے سے

آیۃ کریمہ ایاک نستعین میں حصر ہے۔ ورنہ مجازاً افعال کی نسبت

غیر اللہ کی طرف قرآن میں بکثرت موجود ہیں۔ سورہ مریم میں جبریل علیہ السلام

کو بیٹا دینے والا فرمایا (اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا)

میں آپ کے رب کا رسول ہوں تاکہ تم کو پیارا صاف ستھرا بیٹا دوں۔ ایسے

ہی سورت براءۃ میں ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو غنی بنایا

تیسری آیۃ اس سورت میں سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ

یعنی قریب ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے

ہم کو دیگا۔ ان مذکورہ بالا آیات میں جبریل علیہ السلام کی طرف اور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت افعال بیٹا دینے اور غنی بنانے اور

تفضل فرمانے کے لئے کی گئی

آیہ کریمہ ایاک نستعین کے حصر کے منافی ہے تولامحالہ ماننا

پڑیگا کہ حقیقی فاعل اللہ۔ اور مجازاً دوسروں کو بھی بتانا جائز ہے۔ نہ کہ

استمداد اور توسل شرک ہے حرام ہے چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے۔ اللہ

ان تنبیہ

جل جلالہ۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ کو۔

دوسری آیۃ کریمہ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ الخ۔ وہ لوگ مبارک ہیں کہ وہ یاد کرتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں اللہ کی طرف وسیلہ کہ کون سا وسیلہ زیادہ قریب ہے۔ اگر توسل حرام اور شرک ہے تو پہلی آیۃ میں حکم دوسری آیۃ میں توسل کرنے والوں کی تعریف قرآن شریف میں کیسے آئی؟

انہیں مسائل کی طرف مجازاً نسبت افعال کے قرآن و حدیث صحیحہ میں بکثرت واقعہ ہے مسببیت و سببیت کا پایا گیا۔ حدیث مذکورہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک صحابی کو آپ سے کچھ ضرورت پڑی۔ کئی مرتبہ حاضر ہوا باریابی نہ ہوئی۔ آخر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ مسنونہ ان صحابیوں کو تعلیم فرمایا وہ عمل میں لائے پھر حاضر ہوئے۔ دربار میں بغیر خواہش ظاہر کئے ہوئے دربان ہاتھ پکڑ کے لے گیا۔ خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ کے حضور میں۔ آپ نے بڑی توجہ سے قریب بٹھا کر دریافت فرمایا جو حاجت تھی

فوراً پوری فرمائی۔ اور یہ بھی خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب
کبھی ضرورت پڑے فوراً اطلاع دو میں پوری کر دوں گا"۔ اس سے معلوم
ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مبارک زمانہ میں استمداد غیر اللہ سے کیا
جانا مروج تھا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری آنکھوں سے
اوجھل ہیں صحابی صحابی کو تعلیم فرماتے اور وہ عمل کرتے۔ آج کل لوگ
کم علم کم فہم اسی کو شرک و حرام کرنے میں کسقدر جری بیباک ہیں۔ نیز بعد
اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانے کی تعلیم تو قرآن میں موجود ہے۔ یا ایّھا
الّذین اٰمنوا استعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ۔ اے
ایمان والو مدد مانگو نیک عمل کے وسیلے سے بخاری مسلم میں باب
دعا کے آداب یہ ہیں کہ ان نتوسل بانبیائہ اور آگے
ہے والصالحین من عبادہ۔ یعنی دعا کرتے وقت توسل
انبیاء علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کرنا چاہیے اور توسل
کرنا چاہیے نیک بندوں سے جیسے توسل اعمال صالحہ سے منقول
ہے۔ بخاری میں حدیث اہل غار کے تین صاحبوں کے بارے میں
جبکہ غار کا منہ پتھر سے ڈھک گیا تھا تینوں صاحبوں نے اپنے

نیک عمال کے توسل سے مانگا اللہ نے دعا قبول فرمائی اور پتھر ہٹ گیا
اس تمام مضمون سے اس قدر مسائل معلوم ہوئے کہ (۱) ندار
غیر اللہ جائز ہے۔ بلکہ قرآن اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے (۲) استمداد
غیر اللہ بھی جائز ہے۔ بلکہ مسنون ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل بھی
فرمایا۔ (۳) یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو لوگ ندا غیر اللہ کو ناجائز کہتے
ہیں۔ وہ شریعت پر زیادتی اور افترا کرنے والے ہیں (۴) اور جو لوگ
استمداد غیر اللہ کو مجازاً بھی حرام اور شرک بتاتے ہیں وہ کم علم کم فہم
احادیث صحیحہ سے بے خبر اور شریعت میں افترا کرنے والے ہیں۔ قل من
حرم زینۃ اللہ التی الخ کے مخالف اگر اعتقاداً بھی مخالف ہیں تو
کفر نعوذ باللہ منہ۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان۔ نبوت۔ رسالت
اور معجزات کا بیان کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ قران مجید میں حکم ہے:۔
تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ الخ۔ ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرو
بزرگی ظاہر کرو دوسری آیہ کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔
اللہ کی نعمتیں ظاہر کرو۔ سب سے بڑی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کا تشریف لانا۔ ہدایت فرمانا۔ چنانچہ رب العالمین جل جلالہ اسے نعمت عظمیٰ سے احسان اور منت فرماتے ہیں۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الخ۔ بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے کہ بھیجا مومنوں کے لئے ایسا مبارک اور عزت والا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو انہیں میں سے ہے

اس کو جو حرام کہے یا شرک بتائے یا تشبیہ بری چیز سے دے تو کفر لازم آتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔ اہل حرمین کا تابعین تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل رہا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اکثر جگہ فضیلت اور صاحب امتیاز ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرماتا ہے تعجب ہے کہ ایسے مولود شریف کو کس کی مجال ہے شرک اور حرام کہے نعوذ باللہ منہ۔

اللہ جس کا قرآن میں ذکر فرمائے لوگوں کو تعلیم اور حکم دے وہی شرک اور حرام کہے تو پھر کیا چیز محمود ہوگی۔ جو لوگ مولود کو شرک یا حرام کہنے کیلئے یہ وجہ ایجاد کرتے ہیں کہ موضوعات کا بیان ہوتا ہے یا شراب پی کر

پڑھا جاتا ہے۔ اور چند رسوم غیر مشروعہ پائے جاتے ہیں۔ تو ان حضرات کو چاہیئے کہ ممنوعات کو روکیں اور غیر مشروع کو حرام کہیں۔ نہ یہ کہ خود مولود شریف کو بری چیز سے تشبیہ دیدیں۔ کیا نماز میں کوئی جاہل یا چند جہلا غیر مشروع امور کے مرتکب ہوں تو خود نماز کو شرک یا حرام کہنا چاہیئے یا ممنوعات سے نماز کو پاک کرنے کے طریقے بتانا چاہیئے۔ ردالمحتار شامی کی عبارت جو تمہید میں ہے۔ لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ باثبات الحرمۃ الکراھۃ الخ۔ ملاحظہ فرمائیں تعجب حسد اور سخن پروری سے بچنا چاہیئے۔ اللہ سب کو توفیق مرحمت فرماویں۔ آمین۔ جو لوگ ایسے مولود شریف کو برا کہتے ہیں۔ بری چیز سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جاہل ہیں بلکہ ہمیشہ شریعت میں زیادتی اور افتراء علی اللہ کے مرتکب ہیں جس کے لئے سخت وعید ہے۔ بوقت ولادت کھڑے ہونا ذکر کے لئے مباح ہے علماء حرمین کا اتباع۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پیروی ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما راٰہ المومنون حسناً فھو عند اللہ حسن۔) جو کتب صحاح میں موجود ہے پھر شرک اور بدعت کیونکر۔

شرک اور حرام کہنے والے مفتری ہیں جیسا کہ شامی میں گزرا ہے
یہ بھی شامی کا بیان ملحوظ رہے کہ مباح بہ نیت خیر یا کسی طریقہ محمودہ کے
موافقت سے مستحب ہو جاتا ہے۔ صحیح حدیث ہے من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا۔ جس کا مفہوم یہ ہے
کہ جو لوگ اچھا طریقہ جاری فرمادیں تو جاری کرنے والوں کو جاری کرنے کا
ثواب اور جس قدر عمل کریں اسے محمود طریقے پر اور ان کا بھی ثواب پہلے جاری
کرنے والے کو ملتا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر بدعت سیئہ نہیں
بلکہ بعض بدعت محمودہ واجب۔ اگر واجب کے موافق ہو جائے۔
بعض سنت بعض مستحب۔ یہ بھی کم سمجھی اور کم علمی ہے ان لوگوں کی جو
پڑھتے ہیں کل بدعت ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ اور مطلب یہ
نکالتے ہیں کہ تمام بدعت ضلالت ہے۔ کیونکہ حدیث مذکورہ بالا من سن
سنۃ حسنۃ الخ کے ساتھ یہ قول متصادم ہو گیا۔ بلکہ ہر وہ بدعت جس
کو لگاؤ بھی نہ ہو امور شرعیہ سے وہ ضلالت ہے۔ الفاظ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ الخ
لیس منہ کا ترجمہ مشکل ہے من ابتدائیہ اتصالیہ ہے تبعیضیہ نہیں ہے

نہ مدخول ذو اجزا نہیں ہے۔ اب ترجمہ یہ ہو گا کہ: ہر وہ بدعت جو کسی طور سے متصل بھی ہو مشروعات سے وہ ضلالت ہے۔ واللہ اعلم

رہا، نام نامی اسم گرامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کے وقت انگوٹھوں کو لبوں پر رکھ کر آنکھوں پر رکھنا مباح ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے جرح فرمائی ہے مگر ناجائز اور حرام و شرک فرمانے والے پہلے کوئی ضعیف حدیث ہی پیش فرمادیں۔ آج تک پیش نہیں کی گئی اور نہ پیش کر سکیں گے۔ تو کم از کم یہ فعل مسکوت عنہ ہو گا۔

تمہید میں عرض کیا جا چکا ہے کہ ایسے مضمون جن سے شارع علیہ السلام سکوت فرمائیں۔ وہ مباح ہے۔ نیت خیر اسم گرامی کی مل جائے تو مستحب ہے۔ شرک اور حرام کہنے والے زبان دراز بے دلیل۔ حرام کہنے والوں کا حکم مفتری علی اللہ میں داخل ہے۔ پہلے بھی جیسا کہ لکھا جا چکا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

(نثار احمد عفی اللہ عنہ)
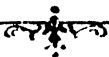
ماشاءاللہ مولانا صاحب دامت برکاتہم نے مسائل مفسرہ پر کما حقہ تحقیق فرمائی ہے۔ اور ماشاءاللہ بہت مشرح موافق عقاید اہل السنت والجماعت کے تصریح فرمائی ہے۔ فجزاک اللہ خیرا

راقم آثم خادم العلماء محمد فضل کریم عفی عنہ
امام مسجد الگاری محلہ۔

آجکل وہابیہ ضالہ مضلہ نے عقائد فاسدہ کا جال جس طرح تقیہ کرکے پھیلا رکھا ہے وہ اہلسنت وجماعت کیلئے سخت خطرناک ہے حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قبلہ مرشدی وسیدی مولینا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت قبلہ مولانا شاہ رحمتہ اللہ صاحب مہاجر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت قبلہ مولانا عبدالسمیع صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اعلیحضرت مجدد مائتہ حاضرہ مولینا شاہ احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکابر اہل سنت وجماعت نے ان مسائل پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ پھر بھی اہل بمبئی کی فرمائش پر مولینا نثار احمد صاحب نے ان مسائل کا جو جواب ارقام فرماکر مسلمانان بمبئی پر احسان کیا ہے۔ یہی عقاید صحیحہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ مولا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور شائع کرنے والوں کو اجر دے

(احمد مختار الصدیقی)

اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ وَالْمُجِیْبُ مُصِیْبٌ

(محمد عبد العلیم الصدیقی)

شوکت کو یہ فخر حاصل ہے کہ آئینۂ عقائد محبوب نامہ" کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ الحق مولانا نے تمام جواب بہت صاف صریح مدلل و مکمل تحریر فرمائے ہیں۔ حق طلب حق پسند اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے ہاں جن کے دلوں پر۔ کانوں پر مہریں اور آنکھوں پر پردے ہیں وہ ہا محروم رہ جائیں تو رہ جائیں۔ جن احباب نے اس کار خیر کے واسطے محنت اٹھائی وہ بہترین جزائے الہی کے مستحق ہیں ۔

شیخ نور الحق نذیر احمد خجندی
صدیقی حنفی۔ قادری نقشبندی
مدیر شوکت۔ بمبئی نمبر ۹

فاضل اجل مولینا نثار احمد صاحب نے جو جواب رقام فرمایا ہے الحق ارباب سنت و جماعت کے یہی عقائد صحیحہ ہیں جملہ مسلمانان کو اس پر یقین رکھنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ابو المسعود محمد سعد اللہ المکی
خطیب زکریا مسجد بمبئی